

شرعی کوسل آف انڈیا کا دسوال فقہی سمینار

منعقدہ ۱۳-۱۵ ارجب المرجب ۱۴۳۲ھ / ۲۲-۲۵ مئی ۲۰۱۳ء

حوادث و نوازل کا دنیا میں بپاہونا ایک بدیہی بات ہے مگر ان کا شرعی حکم کالانا اور اس پر عمل پیرا ہونا نہایت مشکل کام ہے یعنی اتنا مشکل کہ جب تک ماہران فقوہ افتاء اپنی پوری علمی تو انکی اس نو پید مسئلہ پر صرف نہ کریں حکم شرع نہ بیان کر سکیں، انہیں نو پید مسائل کے حل کے لئے مرکز اہل سنت، بریلی شریف میں ”شرعی کوسل آف انڈیا“ قائم ہے جس کے تحت ہر سال سہ موضوعاتی سمینار لگاتار دس سال سے منعقد ہو رہا ہے۔ حسب سابق اس سال بھی تین عنوان پر ۱۳، ۱۴، ۱۵ ارجب المرجب ۱۴۳۲ھ / ۲۲، ۲۵، ۲۳ مئی ۲۰۱۳ء کو ”علامہ حسن رضا کانفرنس ہال“ واقع مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف میں سمینار کا انعقاد ہوا جو چار نشتوں پر مشتمل تھا۔ چاروں نشتوں تلاوت کلام پاک اور نعت پاک سے آغاز ہوئیں، ان کی صدارت و نظم امت مندرجہ ذیل حضرات کے پر تھیں، پہلی نشست: حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا زہری قادری مدظلہ العالی، صدر اور حضرت مفتی قاضی محمد شہید عالم رضوی، جامعۃ نوریہ، ناظم۔ دوسری نشست: محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی قادری رضوی بانی جامعہ امجدی گھوٹی، صدر اور حضرت مفتی اختر حسین صاحب، ناظم۔ تیسرا نشست: حضرت علامہ مفتی شیر حسن صاحب قبلہ، صدر اور حضرت مفتی محمد رفیق عالم صاحب، ناظم۔ چوتھی نشست: حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا مدظلہ العالی، صدر اور حضرت مفتی اختر حسین صاحب، ناظم۔

پہلی نشست کا آغاز ہونے کے بعد حضرت علامہ محمد سعید رضا خاں قادری ناظم شرعی کوسل کا خطبہ استقبالیہ مندو بین کرام کو تقسیم کیا گیا اس کے بعد حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا تحریر کرایا ہوا خطبہ صدارت اور استقبالیہ پڑھ لیں۔ بعدہ طے شدہ موضوعات پر مندو بین کرام نے کھلے محل میں بحثیں کیں اور ان کے فیصلے بعد بحث توحیص نوٹ کرنے کے لئے جن پر اکیں فیصل بود کے ساتھ جملہ مندو بین کرام کے دستخط کیجی شہنشاہی ہے۔ مخفی طور پر مندو بین کرام کی توجہ لانے کے بعد چلتی ٹرین اور ہوائی جہاز کے مسئلے پر تھوڑی دیر گفتگو ہوئی اور یہ طے ہوا کہ جو فیصلہ شرعی کوسل اس تعلق سے پہلی کرچکی ہے وہ حق درست ہے اور اس سے عدول کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا سے ہی ایک نوٹ کے اضافے کے ساتھ برقرار کھا گیا۔ ان فیصلوں کی کمپوز کا پی ہجی تمام مندو بین کرام کی خدمت میں پیش کردی گئی وہ فیصلے مندرجہ ذیل ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

آرٹی فیشل (مصنوعی) زیورات کا شرعی فیصلہ:

۱۔ سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے زیورات کا استعمال ناجائز و مکروہ تحریکی ہے۔

والمحتار میں ہے: ”والتختم بالحديد والصفرو والنحاس والرصاص مکروه للرجال والنساء۔“ [ج ۹، ص ۵۱۸]

[والاباۃ، مکتبہ زکریا]

اور اگر ان زیورات پر سونے یا چاندی کا خول چڑھا دیا جائے تو جائز۔ فتاویٰ تا تارخانیہ میں ہے: ”لابأس بآئي تخذ خاتم حديد قدلوی عليه او البس بفضة حتى لا يرى۔“ [ج ۸، ص ۷، مکتبہ زکریا]

اور اگر ان پر محض سونے یا چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہو تو ان کا پہننا ناجائز۔ اس لئے کہ سونے کا پانی یا چاندی کی قلمی کر دینے سے اصل شی کا حکم نہیں بدلتا۔ تینیں الحقائق میں ہے: ”اما التمویه الذى لا يخلص فلا بأس به بالاجماع لأنه مستهلك فلا عبرة ببقاءه لوناً۔“ [ج ۷، ص ۲۶، پورندر] فتاویٰ رضویہ میں ہے:

سوال: وہ اشیاء جن پر سونے چاندی کا پانی چڑھا ہو جسے گلٹ کہتے ہیں مردا استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: کر سکتا ہے، سونے یا چاندی کا پانی وجہ ممانعت نہیں، ہاں! اگر وہ شیٰ فی نفسہ منوع ہو تو دوسری بات ہے جیسے سونے کا ملٹ کی ہوئی تابے کی انگوٹھی۔ [ج ۹، ص ۱۳۲]

۳۔ زیورات کا استعمال مرتبہ زینت میں ہے اور محض زینت کے لئے کسی منوع شرعی کی رخصت و تخفیف نہیں ہو سکتی اس لئے سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے زیورات کا استعمال مکروہ تحریکی ہی رہے گا خواہ ان پرسونے یا چاندی کا پانی و قلی چڑھائی گئی ہو یانہ کی گئی ہو۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”زینت و فضول کے لئے کسی منوع شرعی کی اصلاح رخصت نہ ہو سکنا بھی ایضاً غنی، جس پر اصل اول بدرجہ اولیٰ دلیل وافی ورنہ حکام معاذ اللہ ہوائے نفس کا بازی پچھو جائیں“۔ [ج ۹، ص ۲۰۰]

۴۔ وہ زیورات جن پرسونے یا چاندی کی ملمع سازی کی گئی ہو یانہ کی گئی ہوان کی خرید و فروخت مکروہ تحریکی ہے۔ البتہ بیچنے کی ممانعت ویسی نہیں جیسے پہننے کی ممانعت ہے۔ درختار میں ہے: ”فَإِذَا ثُبِّتَ كِرَاهَةَ لِبْسِهَا لِلتَّخْتَمِ ثُبِّتَ كِرَاهَةَ بِيعَهَا لِمَافِيَهِ مِنِ الاعْنَاءِ عَلَى مَالٍ يُجُوزُ وَكُلُّ مَا دَلَى إِلَيْهِ“۔ [ج ۹، ص ۵۱۸، مکتبہ زکریا]

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

مسئلہ: ایک شخص لو ہے اور پیتل کا زیور بیچتا ہے اور ہندو مسلم سب خریدتے ہیں اور ہر قوم کے ہاتھ وہ بیچتا ہے غرض کہ یہ وہ جانتا ہے کہ جب مسلمان خرید کریں گے تو اس کو پہنیں گے تو ایسی چیزوں کا فروخت کرنا مسلمان کے ہاتھ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسلمان کے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریکی ہے۔ [ج ۹، ص ۱۳۳، نصف آخر]

قال ابن الشحنہ: ”الا ان المنه في البيع اخف منه في اللبس اذ يمكن الانتفاع بها في غير ذالك ويمكن سبكتها وتغيير هيئتها“۔ [رد المحتار، ج ۹، ص ۵۱۹، مکتبہ زکریا]

البتہ اس سے حاصل شدہ مال مال خبیث نہیں بلکہ مال طیب ہے اس پر زکوٰۃ واجب اور اسے کسی بھی جائز کام میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔ اس کی نظر بیچ وقت اذان جمع ہے کہ ایسی بیع مکروہ ہے مگر مربع و شمن حلال ہیں۔

۵۔ جن زیورات کا پہننا مکروہ ہے ان کا بنانا اور بنانا بھی مکروہ۔ درختار میں ہے: ”فَإِذَا ثُبِّتَ كِرَاهَةَ لِبْسِهَا لِلتَّخْتَمِ ثُبِّتَ كِرَاهَةَ بِيعَهَا لِمَافِيَهِ مِنِ الاعْنَاءِ عَلَى مَالٍ يُجُوزُ وَكُلُّ مَا دَلَى إِلَيْهِ“۔ [ج ۹، ص ۵۱۸، مکتبہ زکریا]

اور کافروں کر سے مسلمان کے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ و ناجائز لِمَافِيَهِ مِنِ الاعْنَاءِ عَلَى المعصية کامرا۔ البتہ کفار کے ہاتھ بیچنے میں حرج نہیں ہے۔

۶۔ جن صورتوں میں ان زیورات کی خرید و فروخت اور ان کا استعمال جائز نہیں ہے ان کے جواز کا کوئی حیله تلاش کرنا بے سود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قصر صلوٰۃ کے متعلق فیصلہ جات:

نوبت: نمبر ۱، ۲، ۳ کے سوالات زیر تحقیق ہیں۔

۷۔ امام اہل سنت اور صدر الشریعہ علیہما الرحمہ نے مسافت سفر 5/3-57 میل بیان فرمائی ہے موجودہ کلومیٹر کے مطابق بالاتفاق مندو بین اس کی مقدار 92.698 کلومیٹر طے ہوئی جو 10/7-92 کلومیٹر ہوئے۔

۸۔ سفر شرعی کا تحقیق منتهی آبادی سے نکلنے پر ہوگا۔ یوں ہی جس شہر میں داخل ہونا ہے اس کی آبادی میں داخل ہونا مراد ہے جائے قیام پر پہنچنے کا اعتبار نہیں۔ ہدایہ میں ہے:

”وَإِذَا فَرَقَ الْمَسَافِرُ بَيْوَتَ الْمَصْرِ صَلَى رَكْعَتِينَ لَأَنَّ الْإِقَامَةَ تَعْلَقُ بِدُخُولِهِ فَيَعْلَمُ السَّفَرُ بِالْخُرُوجِ عَنْهَا فِيهِ الْأَثْرُ عَنْ عَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَوْجَاؤْنَاهُذَا الْخَصْلَ قَصْرَنَا“۔ [ج ۱، ص ۱۳۶]

جد المختار میں ہے: ”وَيَفِيدُهَا أَيْضًا تَصْرِيفُهُمْ جَمِيعًا بِتَحْقِيقِ السَّفَرِ بِالْخُرُوجِ مِنْ عَمَرَانَ الْبَلَدِ“۔ [ج ۱، ص ۳۵۹، مکتبہ عزیز یہود کن]

۹۔ وطن اصلی کے علاوہ کسی اور مقام کے وطن اصلی ہونے کے لئے اس مقام پر اقامت کی نیت صادقة یعنی عزم مصمم درکار ہے۔ محض مکان اور راشن

کارڈ وغیرہ بنالینا کافی نہیں یہ سب رہائشی سہولتوں کے لئے ہے۔

۷۔ باتفاق مندو بین یہ طے ہوا کہ منی، مزدلفہ اور عرفات باب اقامت میں الگ الگ آبادی کا حکم رکھتے ہیں۔ کثرت آبادی کے باوجود منی اور شہر مکہ کے مابین بقدر غلوہ پہاڑیوں کے حائل ہونے کی وجہ سے دونوں آبادیوں میں اتصال نہیں الہند دونوں ایک شہر کے حکم میں نہیں ہوں گے۔ اس مسئلہ پر روشنی درج ذیل عبارت سے پڑتی ہے:

فتح القدير میں ہے:

”وفى فتاوى قاضي خان فصل فى الفناء فقال إن كان بينه وبين المصلحة أقل من قدر غلوة ولم يكن بينهما مزرعة يعتبر مجاوزة الفناء أيضاً وإن كان بينهما مزرعة أو كانت المسافة بينه وبين المصلحة قدر غلوة يعتبر مجاوزة عمران المصلحة“۔

[ج ۲، ص ۲۳]

۸۔ عذر شرعی کے بغیر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی اور عذر شرعی کا مطلب بہار شریعت کی روشنی میں یہ ہے: ”کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا سجدہ نہ کر سکے یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے یا کھڑے ہونے میں قطرہ آتا ہے یا چوٹھائی ستر کھلتا ہے، یا قرأت سے مجبور محض ہو جاتا ہے۔ یونہی کھڑا ہو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے یاد یہ میں اچھا ہوگا یا ناقابل برداشت تکلیف ہوگی تو بیٹھ کر پڑھے۔“

[ج ۳، ص ۵۸]

اگر کسی سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اللہ اکبر کہنے کی مقدار ہی سہی تو ان دیر کھڑا ہونا فرض ہے اس لئے نکوہ حالات کے سواز میں یا کرسی پر بیٹھ کر نماز نہیں ہوگی اور قیام و رکوع و جود پر قادر نہ ہو مگر زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہو تو کرسی پر بیٹھ کر نماز ہو جائے گی مگر ایسا ہر گز نہ کرے تاکہ شہرہ تفاخر سے محفوظ رہے بلکہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے اور اس صورت میں رکوع و جود سر کے اشارہ سے کرے اور اگر مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے میں کرسی استعمال کرنی ہی پڑھنے تو صفوں کے کنارے کرسی رکھی جائے تاکہ مصلیوں کے توش کا سبب نہ بنے اور وسط صاف میں زیادہ مکان نہ کھیرے بلکہ اگر ممکن ہو تو کرسیوں کی قطار قائمین کی صفوں سے پیچھے رکھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مما لک بعيدہ میں عشا و نجر کے اوقات کا شرعی حکم:

(۱) باتفاق مندو بین یہ طے پایا کہ دنیا کے جن علاقوں میں نماز عشا کا وقت نہیں ملتا وہاں کے مسلمانوں پر بھی نماز عشا فرض ہے۔

(۲) اصل حکم یہ ہے کہ ان مقامات پر نماز عشا کی قضا کی جائے مگر تصریحات فقهاء میں اس کا ذکر نہیں کہ کب قضا کی جائے۔ مندو بین کرام نے بحث و تحقیص کے بعد یہ طے کیا کہ جو لوگ قول صاحبین کے مطابق بعد غروب شب قرق احر نماز عشا پڑھ لیتے ہوں انہیں اصل حکم یعنی دربارہ وقت عشا قول امام اعظم بتا دیا جائے اور اگر بتانے کے باوجود نہ مانیں تو ان سے تعرض نہ کیا جائے۔

(۳) اگر لوگوں نے ان مقامات پر قول صاحبین پر عمل کرتے ہوئے نماز عشا پڑھ لی تو ان کے ذمہ سے قول صاحبین کے مطابق فرض ساقط ہو جائے گا اور اس نماز کے اعادہ کا حکم نہ ہوگا۔

(۴) ان مقامات پر شفقت ایض یا طلوع صبح صادق کے بعد نماز عشا پڑھنے کے لئے تقاضا یادا کی نیت کرنے کی ضرورت نہیں، مطلق نیت کافی ہے۔

۶، ۷ اور ۱۰ انہمبر کے سوالات مزید تحقیق طلب ہیں۔

(۵) ان مقامات پر شفقت ایض یا طلوع صبح صادق سے قبل سحری سے فارغ ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”کلوا واشربوا حتیٰ یتبین لكم الخيط الا بیض من الخيط الاسود“۔

[سورة البقرة]

(۶) جن مقامات پر غروب شمس کے ساتھ ہی سورج طلوع ہو جائے وہاں ہر روزہ کی قضائے اور جن مقامات پر غروب و طلوع صبح صادق کے درمیان اتنا قلیل وقفہ ملتا ہو کہ بقدر بقاء صحت و قوت کھانا نہ کھا سکے تو جو شخص ناغہ کر کے روزہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہو تو جتنے دن روزہ رکھ سکے رکھ بقیہ کی قضائے

اور جو شخص نامہ کر کے روزہ نہ رکھ سکتے تو سب روزوں کی قضا کرے۔

(۱۱) تینوں موقف میں پہلا موقف یعنی قول صاحبین پر عشا پڑھ لینے کی رائے کے متعلق جواب نمبر ۲ اور ۳ / ملاحظہ کریں۔ رہا دوسرا اور تیسرا موقف تو یہ فقہ حنفی کے مخالف ہیں لہذا یہ ناقابل قبول ہیں۔

(۱۲) کریمہ انسٹی ٹیوٹ کے مطابق چاروں مذکورہ صورتیں فقہ حنفی کے مخالف ہونے کی بنابرناقابل قبول ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
ہوائی جہاز و ٹرین پر نماز کا مسئلہ:

شرعی کوسل آف انڈیا کے دسویں فقہی سیمینار میں مندو بین کرام کے درمیان ہوائی جہاز اور ٹرین پر نماز کے مسئلے پر بحث ہوئی اور یہ طے پایا کہ شرعی کوسل کے پہلے اور چھٹے فقہی سیمینار میں جو فیصلہ کیا جا چکا ہے وہی فقہ حنفی میں صحیح درست ہے، لہذا اسی فیصلے کو برقرار رکھا جاتا ہے، مسلمان حنفی مقلدین اسی حکم پر عمل کریں۔

(۱) فضاء میں اڑتے جہاز پر نماز پڑھنے کا یہی حکم ہے جو کشتی پر نماز پڑھنے کا ہے یعنی قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے، رکوع و سجده کے ساتھ بیٹھ کر بھی پڑھنے کی اجازت ہے مگر افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے اور اعادہ واجب نہیں۔

(۲) ٹھہرے ہوئے جہاز پر نماز پڑھنے کا وہی حکم ہے جو تخت پر نماز پڑھنے کا ہے۔

(۳) ٹرینوں پر نماز کے جواز و عدم جواز سے متعلق بحثوں کے بعد طے ہوا کہ ٹرینوں کا روکنا و چلانا اختیار عبد میں ہے اس میں اعذار معتبرہ فی الاتیم میں سے کوئی عذر متفق نہیں ہے کہ چلتی ٹرینوں پر فرض واجب ادا کرنے سے اسقاط فرض واجب ہو سکے۔ لہذا وقت جارہا ہو تو جس طرح پڑھنا ممکن ہو پڑھنے کے جب موقع ملے اسے دوبارہ پڑھنے۔

اعلیٰ حضرت کے زمانے سے لے کر آج تک ٹرینوں کے چلنے، رکنے اور ٹرینوں سے اترنے اور اس پر چڑھنے وغیرہ کے حالات میں کوئی تغیری نہیں ہوا ہے اس لئے ان کے فتوے سے عدول کی کوئی وجہ معقول نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: چلتی ٹرین پر فرض واجب نمازوں کے عدم جواز کا فتویٰ زمانہ اعلیٰ حضرت سے اب تک بااتفاق علمائے اہل سنت بلا انکار و اختلاف سب کے نزدیک مقبول و معمول رہا ہے اور بے وجہ شرعاً اس کی مخالفت موجب تفریق و یہجان ہونے کے ساتھ فساد نماز کا سبب بھی ہے۔ اور ایک امر متفق علیہ کا خلاف بھی ہے۔

آخری مجلس میں مندو بین کرام نے تحریری تاثر بھی عنایت فرمایا اور مشارخ کرام نے بھی تاثر اتنی کلمات ارشاد فرمائے اور یہ پر رونق مجلس ۲۶ ربیعی ۱۴۰۱ء کو حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالیٰ کی دعا و صلوٰہ و سلام پر اختتام پذیر ہو گئی۔ شرعی کوسل کے دسویں فقہی سیمینار کے فیصلے اور سوالات www.hazrat.org پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

محمد یونس رضا مونس آؤ لیسی
رکن شرعی کوسل آف انڈیا، بریلی شریف

۷ ربیعی ۱۴۰۱ء